AL-AASAR Journal
Quarterly *Research* Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"تعیینِ اہل بیتؓ: اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے نقطہ نظر کا تحقیقی و تقابلی جائزہ"

THE IDENTIFICATION OF AHL AL-BAYT: AN ANALYTICAL AND COMPARATIVE STUDY OF THE PERSPECTIVES OF AHL AL-SUNNAH WA’L-JAMĀ’AH AND THE SHĪ’ AH"

Maria Naz
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Sheikh Zayed Islamic Center, University of the Punjab, Lahore.
Email: marianaz7765577@gmail.com
Dr. Hafiz Abdul Basit Khan
Professor at Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore
Email: basit.szic@pu.edu.pk

Abstract
*The concept of Ahl al-Bayt (People of the House) holds significant theological and historical importance in Islamic thought. However, Muslim sects differ regarding the exact identification of who constitutes the Ahl al-Bayt. This study seeks to conduct a critical and comparative analysis of the views of Ahl al-Sunnah wa'l-Jamāʿah and Shiʿah regarding the identification (taʿyīn) of Ahl al-Bayt. The research investigates primary sources including Hadith collections, exegetical texts, and statements of classical scholars to explore the scope and members defined as Ahl al-Bayt by each school of thought. The study highlights three primary approaches: identification based on lineage (nasab), residence (sukūn), and birthplace (wilādah) in the Prophet's household. It reveals that while both sects hold deep reverence for the Ahl al-Bayt, they differ in their criteria of inclusion. This scholarly comparison helps clarify theological distinctions and promotes a deeper understanding of intra-Muslim perspectives.***

Keywords
Ahl al-Bayt, Determination, Sunni View, Shia View, Comparative Analysis, Islamic Sects, Hadith, Qur'anic Perspective.

موضوع کا تعارف :

یہ تحقیق "تعیینِ اہل بیتؓ" جیسے اہم اور نازک مسئلے پر اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع —دو بڑے اسلامی مکاتب فکر— کے مابین موجود نظریاتی اختلافات کو علمی طور پر واضح کرتی ہے۔ اگرچہ اہل بیتؓ کی عظمت اور مقام پر امت مسلمہ کا اجماعی اتفاق پایا جاتا ہے، تاہم ان کی تعیین کے معاملے میں دونوں مکاتب فکر کے درمیان گہرا اعتقادی و تفسیری تفاوت موجود ہے، جو تاریخِ اسلام میں مسالک کی تشکیل اور فکری کشمکش کا ایک بنیادی محرک بھی رہا ہے۔ اس موضوع پر تقابلی و تحقیقی مطالعہ اس لیے ناگزیر ہے کہ دونوں مکاتب کے دلائل، مصادر، اور مناہجِ استدلال کو علمی دیانت کے ساتھ سامنے لا کر ایک جامع اور غیر جانب دار فہم پیش کیا جا سکے۔ اہل سنت والجماعت کا منہج قرآن و سنت اور فہمِ صحابہؓ پر مبنی ہے، جبکہ اہل تشیع کے ہاں معصوم آئمہؑ کے اقوال اور روایات کو اصل حجت کی حیثیت حاصل ہے۔ انہی اصولی اختلافات کی بنیاد پر اہل بیتؓ کی تعیین کا دائرہ کار دونوں مکاتب میں مختلف ہو گیا ہے۔ زیر نظر تحقیق کی افادیت اس پہلو سے بھی اہم ہے کہ یہ نہ صرف فکری فاصلوں کی تفہیم میں مددگار ثابت ہو گی، بلکہ علمی مکالمے، باہمی رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کی فضا کو بھی فروغ دے سکتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ :

اہل بیتؓ کی تعیین کا مسئلہ اسلامی تاریخ، حدیث، تفسیر اور فقہ میں مختلف پہلوؤں سے زیرِ بحث رہا ہے۔ مختلف ادوار میں علما و محققین نے اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا، تاہم بیشتر تحقیقات یا تو یک رُخی زاویہ رکھتی ہیں یا کسی مخصوص مکتبِ فکر کی ترجمانی تک محدود رہی ہیں۔ اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے درمیان اس باب میں نمایاں فکری تفاوت پایا جاتا ہے، لیکن ان اختلافات کو تقابلی و تحقیقی انداز میں یکجا کرنے کی کاوشیں نسبتاً کم نظر آتی ہیں۔ اکثر مطالعات میں یا تو اہل تشیع کے بیانات کو مرکزی حیثیت دی گئی ہے، یا اہل سنت کی روایت کو حرفِ آخر تصور کیا گیا ہے، جس سے ایک جامع اور منصفانہ تصویر تشکیل نہیں پا سکی۔ چنانچہ زیرِ نظر مطالعہ میں دونوں مکاتبِ فکر کی معتبر کتب و مصادر کی روشنی میں اہل بیتؓ کی تعیین کا تقابلی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے، تاکہ اس موضوع پر ایک متوازن، معروضی اور علمی فہم مہیا کیا جا سکے۔

مقصد و منہج تحقیق :

زیر بحث عنوان کا مقصد اہل بیتؓ کی تعیین کے سلسلے میں اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے مابین پائے جانے والے فکری و اعتقادی اختلافات کو علمی و تحقیقی انداز میں واضح کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تحقیق میں بیانیہ اور تقابلی منہج اختیار کیا گیا ہے، تاکہ دونوں مکاتبِ فکر کے دلائل کو اصل مصادر کی روشنی میں پیش کر کے ان کا تجزیہ کیا جا سکے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اہلِ بیتؓ کی تعیین :

لفظ اہل البیت دو لفظوں کا مرکب ہے۔ ایک اہل اور دوسرا بیت۔ ان دونوں کو جب ملاءیں تو اس کا ترجمہ ہوتا ہے گھر والے۔ اگر لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو اہل کا لفظ عربی زبان میں نہایت وسیع تر معنی میں استعمال ہوتا ہے یہ وسعت بتاتی ہے کہ "اہل" کا اطلاق صرف کسی ایک پہلو پر نہیں بلکہ مختلف قریبی تعلقات پر ہوتا ہے۔ اس لغوی مفہوم کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے ابن منظور اپنی معروف لغت "لسان العرب" میں یوں لکھتے ہیں :

الأهل سكان المنزل وأهل الرجل أخص الناس به وقيل أهل الرجل من يجمعه و إياهم نسب أو دين أو ما يجري مجراهما من صحبة أو ممالكة [1]

عربی زبان میں "اہل" کا لفظ صرف خونی رشتہ داروں کے لیے مخصوص نہیں بلکہ ایسے تمام افراد کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی شخص کے ساتھ قریبی تعلق رکھتے ہوں، خواہ یہ تعلق رہائش کا ہو، مذہب کا، صحبت کا یا ملکیت کا۔ اس وسیع مفہوم کی جانب "کتاب العین" میں بھی اشارہ موجود ہے، جہاں اہل سے مراد وہ لوگ بتائے گئے ہیں جو کسی انسان کے سب سے زیادہ قریب ہوں، جیسے اس کی زوجہ:

أهل: أي أهل الرجل زوجه وأخص الناس به، والتأهل: التزوج، وأهل البيت: سكانه " [2]

معروف عربی لغات کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "اہل" کا لفظ ان افراد کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کسی شخص کے ساتھ قریبی اور ذاتی تعلق رکھتے ہوں۔ ان میں سب سے نمایاں مثال بیوی کی ہوتی ہے، جو اس تعلق کا اہم ترین مصداق شمار کی جاتی ہے۔ اسی سیاق میں "التأہل" کا مفہوم نکاح کرنا بیان کیا گیا ہے، کیونکہ ازدواجی رشتہ کسی کو "اہل" بنانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے نزدیک "اہلِ بیت" کی اصطلاح ان افراد کے لیے استعمال ہوتی ہے جن کا نبی کریمؐ سے قریبی تعلق ہو، چاہے وہ تعلق نسبی ہو، خاندانی ہو یا گھر کے ماحول کا ہو۔ اس میں وہ لوگ شامل ہوتے ہیں جو نبی کریمؐ کے اہلِ خانہ شمار ہوتے ہیں اور جنہیں دین میں خصوصی مقام حاصل ہے۔ یہ اصطلاح صرف رشتہ داری تک محدود نہیں بلکہ اس میں دینی قربت اور آپؐ کے ساتھ وابستگی کا پہلو بھی شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ جمہور اہل سنت والجماعت کے نزدیک اہل بیتؓ کا مفہوم وسیع ہے، جس میں نبی کریمؐ کے اہل کسا کے علاوہ ازواجِ مطہراتؓ بھی شامل ہیں۔ ان کے مطابق آپؐ کے گھرانے کی وہ تمام شخصیات جو قریبی تعلق، ہم نشینی اور گھریلو رفاقت میں شریک رہیں، اہل بیت کے دائرے میں آتے ہیں۔ ازواجِ مطہراتؓ کو اس زمرے میں شامل کرنے کی ایک اہم وجہ ان کا نبی کریمؐ سے ازدواجی و شرعی تعلق ہے، جو انہیں آپؐ کے اہل خانہ کا لازمی حصہ بناتا ہے۔

اہل سنت کے ہاں ان ازواج کا مقام نہایت معزز اور محترم ہے۔ انہیں امہات المؤمنین کا رتبہ حاصل ہے اور ان کی دینی، اخلاقی اور اصلاحی حیثیت کو امت کے لیے نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ ازواج مطہرات اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصاہرت (رشتہ ازدواج) کی بناء اہل بیتؓ ہیں۔ اور اس کی دلیل خود قرآن مجید کی آیت تطہیر ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا"[3]

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم" میں آیتِ تطہیر کے ضمن میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ.:

وهذا نص في دخول أزواج النبي صلى الله عليه وسلم في أهل البيت هاهنا؛ لأنهن سبب نزول هذه الآية، وسبب النزول داخل فيه قولا واحدا، إما وحده على قول أو مع غيره على الصحيح.[4]

اس آیت میں ازواجِ مطہرات کی شمولیت پر نہ صرف صراحت موجود ہے بلکہ مفسرین نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے، کیونکہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اصولِ تفسیر کے مطابق سببِ نزول کو حکم میں شامل مانا جاتا ہے، اور یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جب کسی آیت کا شانِ نزول کسی خاص واقعہ یا افراد سے متعلق ہو، تو وہ لازماً اس کے مفہوم میں داخل ہوتے ہیں، خواہ صرف وہی مراد ہوں یا ان کے ساتھ دیگر افراد بھی شامل ہوں۔

ازواجِ مطہراتؓ کے علاوہ اہل بیتؓ میں وہ عظیم ہستیاں بھی شامل ہیں جن کا ذکر حدیثِ کساء میں موجود ہے۔ یہ حدیث متعدد کتبِ حدیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ روایت ہوئی ہے، جن میں حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کو اپنی چادر کے نیچے جمع کیا اور فرمایا:

اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا[5]

اہل سنت والجماعت کے اکثریتی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حدیثِ کساء میں مذکور شخصیات اہل بیت میں شامل ہیں۔ امام قرطبیؒ کے مطابق آیتِ تطہیر کے نزول کے بعد نبی کریمؐ نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لیے خصوصی دعا فرمائی تاکہ یہ افراد بھی اس طہارت کی بشارت میں شامل ہو جائیں۔ یہ دعا نزولِ آیت کے بعد کی گئی، جو اس بات کی علامت ہے کہ رسول اللہؐ نے انہیں بھی آیت کا مصداق بنانا پسند فرمایا۔ تاہم بعض اہلِ رائے نے اس دعا کو بنیاد بنا کر آیت کو صرف انہی افراد کے ساتھ خاص کر دیا، حالانکہ آیت کا مفہوم عام ہے اور اس کا دائرہ اس سے وسیع تر ہے۔[6] اسی طرح اہل بیتؓ کا مفہوم صرف اہلِ کساء تک محدود نہیں، بلکہ جمہور اہلِ سنت والجماعت کے فقہی و حدیثی ذخیرے کی روشنی میں ان افراد کو بھی شامل کرتا ہے جو نسبی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور جن پر صدقہ لینا حرام قرار دیا گیا۔ ان میں بالخصوص بنو ہاشم اور بعض روایات کے مطابق بنو عبد المطلب کے وہ افراد بھی شامل ہیں جو نبی کریمؐ کے قریبی قرابت دار ہیں۔ اس مفہوم کی مزید وضاحت نبی کریمؐ کے اس عمل سے ہوتی ہے جو آپؐ نے مالِ غنیمت کے خمس کی تقسیم کے موقع پر فرمایا، جسے حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا ہے، اور امام بخاریؒ نے اسے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپؐ نے بنو مطلب کو خیبر کے مال خمس سے عطا کیا ہے اور ہم کو نہیں دیا ہے حالانکہ ہم آپ کی قرابت کے لحاظ سے ایک ہی مرتبہ میں ہیں تو نبی کریمؐ نے فرمایا :

إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ:

"بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ایک ہی ہیں۔"[7]

حضرت جبیر بن مطعمؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ بعض اہل سنت علماء کے نزدیک بنو مطلب کو اہل بیت میں شامل نہیں کیا جاتا، اس لیے کہ ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری وہی ہے جو بنو امیہ کو حاصل ہے، اور اس پر کوئی اختلاف نہیں کہ بنو امیہ اہل بیت میں شامل نہیں۔ لہٰذا، ان علماء کے نزدیک محض قرابت داری کی بنیاد پر بنو مطلب کو اہل بیت کہنا درست نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نبی کریمؐ نے بنو مطلب کو خمس میں

حصہ دیا، اس کی وجہ بنو مطلب کا ہر دور میں بنو ہاشم کا بھرپور ساتھ دینا ہے، چاہے وہ جاہلیت کا زمانہ ہو یا اسلام کا۔ جب قریش نے بنو ہاشم کا سماجی و معاشی بائیکاٹ کیا، تو بنو مطلب نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، بر خلاف بنو عبد شمس اور بنو نوفل کے، جنہوں نے اس موقع پر لاتعلقی اختیار کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو مطلب کی اس مستقل حمایت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں بنو ہاشم کے برابر درجہ دیا۔[8]

اہلِ بیت کی تعیین کے موضوع پر جب قرآن وحدیث کی روشنی میں گفتگو کی جائے، تو اس میں صحابۂ کرامؓ کے اقوال کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں، کیونکہ وہ براہِ راست رسول اللہؐ کے اقوال و افعال کے گواہ تھے۔ ان ہی معتبر صحابہ میں حضرت زید بن ارقمؓ کا نام نمایاں ہے، جنہوں نے اہلِ بیت کے مفہوم کی وضاحت نہایت واضح اور معتبر روایت کے ذریعے فرمائی۔ جب ان سے پوچھا گیا: "کیا نبی کریمؐ کی ازواج اہلِ بیت میں شامل ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: "ازواجِ مطہرات بلاشبہ اہلِ بیت میں شامل ہیں، لیکن اہلِ بیت وہ بھی ہیں جن پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام قرار دیا گیا ہے۔" جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: "آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔" پوچھا گیا کہ کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ تو حضرت زیدؓ نے فرمایا: "جی ہاں۔"[9] اسی مفہوم کو ایک اور روایت میں مزید وضاحت کے لیے بیان کیا گیا ہے، جو عبد اللہ بن حارث بن نوفل کے ذریعے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ: عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں زکوٰۃ کی وصولی کی ذمہ داری سونپی جائے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "زکوٰۃ اور صدقات دراصل لوگوں کے مال کی گندگی (یعنی میل) ہیں، اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت کے لیے روا نہیں۔"[10] یہ روایات اہلِ بیتؓ کے دائرے کو واضح کرتی ہیں کہ اس میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ وہ نسبی اقرباء بھی شامل ہیں جن پر صدقہ لینا شرعاً ممنوع ہے، اور یہی تعبیر جمہور اہلِ سنت والجماعت کے متفقہ فہم کی تائید کرتی ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک اہلِ بیتؓ کی تعیین :

اہل تشیع کے نزدیک اہلِ بیتؓ کی اصطلاح ان مخصوص ہستیوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جنہیں نبی کریمؐ نے حدیثِ کساء میں چادر کے نیچے لیا اور ان کے حق میں آیت تطہیر کی تلاوت فرمائی۔ ان کے نزدیک اہلِ بیت کی تعیین میں بنیادی حوالہ حدیثِ کساء ہے، جس میں نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، اور حضرت حسینؑ کو چادر کے نیچے لیا اور دعا فرمائی۔[11] اور اس روایت کو اہلِ بیت کے مفہوم کی وضاحت میں اہم ماخذ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک ازواجِ مطہراتؓ اہل بیت میں شامل نہیں ہیں، کیونکہ اہل بیت کی ایک بنیادی شرط "عصمت" ہے، جو ازواج مطہرات کے بارے میں ثابت نہیں کی جاتی۔[12] اسی بنا پر ازواجِ مطہراتؓ کو اس دائرے سے خارج قرار دیا گیا ہے۔

اہل تشیع کے نزدیک آیت تطہیر کا مصداق اہل بیت میں چار معصوم ہستیاں شامل ہیں۔ جیسا کہ تفسیر الصافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔[13] جبکہ اہل تشیع اثنا عشری کے نزدیک آیت تطہیر کا مفہوم صرف چار معصوم افراد تک محدود نہیں، بلکہ اس میں باقی نو آئمہ معصومین بھی شامل ہیں، جو حضرت علی علیہ السلام سے لے کر امام مہدی علیہ السلام تک تسلسل کے ساتھ منصوص اور معین کیے گئے ہیں۔ اس عقیدے کی تائید امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کے اقوال سے ہوتی ہے، جیسا کہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب عیون اخبار الرضا کے ایک باب میں نقل کیا ہے، جہاں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت تطہیر تمام بارہ آئمہ معصومین علیہم السلام پر صادق آتی ہے۔[14] اسی سلسلے میں علامہ کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کتاب الکافی میں روایت نقل کی ہے کہ اہل بیت سے مراد آئمہ ہیں اور اُن کی ولایت ہے جو ولایت میں داخل ہوا تو نبی کے گھر میں داخل ہوا۔[15]

اسی مفہوم کی مزید وضاحت حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ابو بصیر کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں آپؑ نے آلِ محمد، اہلِ بیت، عترت کی تعیین الگ الگ الفاظ میں فرمائی۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے امامؑ سے عرض کیا: "آلِ محمد کون ہیں؟" تو آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت ہی آلِ محمد ہیں۔ پھر دریافت کیا: "اہلِ بیت کون ہیں؟" فرمایا: اس سے مراد آئمہ اور اوصیاء ہیں۔ جب عترت رسول کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا: وہ اصحابِ کساء ہیں، جن پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر ڈال کر انہیں اہلِ بیت قرار دیا۔[16]

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research* Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اہل تشیع کے نزدیک حدیث ثقلین میں "عترت" سے مراد صرف وہ معصوم ہستیاں ہیں جو نبی کریمؐ کے بعد امت کی ہدایت کے لیے منصوص و معین کی گئیں۔ حضرت علیؑ سے منقول روایت کے مطابق، عترت کا دائرہ صرف ان بارہ آئمہ پر مشتمل ہے جن کی قیادت کا آغاز حضرت علیؑ، حسنؑ، اور حسینؑ سے ہوتا ہے اور جن میں امام مہدیؑ تک کی امامت شامل ہے۔[17] اس مفہوم سے اہل تشیع یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اہل بیت، ازواجِ مطہرات یا دیگر قریبی رشتہ داروں پر نہیں بلکہ مخصوص معصوم اماموں پر ہی مشتمل ہے۔

اہل تشیع کے اپنے موقف کی تائید میں دلائل :

اہل تشیع کے نزدیک اہل بیتؑ وہ معصوم ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نصِ الٰہی کے تحت منصبِ امامت پر فائز اور متعین کی گئی ہیں۔ اسی لیے وہ ازواجِ مطہرات اور بنو ہاشم کے دیگر افراد کو اہل بیت میں شامل نہیں کرتے۔ ان کے اس عقیدے کی تائید میں متعدد روایات، احادیث اور تفسیری بیانات موجود ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اہلِ بیتؑ کی یہ تعریف اہلِ سنت کے عمومی فہم سے مختلف ہے۔ ان میں سے چند نمایاں دلائل درج ذیل ہیں:

- حدیثِ کساء ایک مضبوط اور واضح دلیل ہے جو اہلِ بیتؑ کی مخصوص تعین اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ اسے کئی معتبر محدثین نے مختلف سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے، جن کی کثرت اس کے درست اور قابلِ اعتماد ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔[18] مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ آیت تطہیر کے نزول کے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو اپنی دعا میں شامل کر کے اہل بیت قرار دیا۔[19]
- ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں، کیونکہ حدیث کساء کے واقعے میں جب حضرت اُمّ سلمہؓ نے پنج تنؑ کے ساتھ چادر میں داخل ہونا چاہا تو نبی کریمؐ نے چادر کو اپنی طرف کھینچ لیا اور انہیں شامل نہ کیا۔ یہ طرز عمل اس امر کی صریح دلیل ہے کہ اہل بیت کی اس خاص تعین میں ازواج مطہرات داخل نہیں تھیں۔[20]
- عصمت کو اہل بیتؑ کی امتیازی صفت مانتے ہوئے شیعہ علما اس بات پر متفق ہیں کہ یہ ہستیاں ہر طرح کے گناہ، خطا اور لغزش سے محفوظ ہیں۔ ان کے نزدیک آیتِ تطہیر اس عقیدے کی قرآنی بنیاد ہے، جہاں "رجس" سے مراد ہر شیطانی اثر اور "تطہیر" سے مراد کامل پاکیزگی، یعنی عصمت ہے۔ اس آیت کا مصداق صرف علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور امام حسینؑ کی نسل سے آنے والے نو آئمہؑ ہیں۔[21]
- آیت میں ضمائر کی ساخت خود اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خطاب ازواج مطہرات سے نہیں ہے۔ سیاق میں قبل و بعد کی آیات میں جمع مؤنث کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، جیسے: **اذکرن**، **بیوتکن**، **تبرجن**، **لستن**، جو ازواج کے لیے مناسب ہیں۔ لیکن آیت تطہیر میں یکایک جمع مذکر کے صیغے **عنکم**، **یطہرکم** اختیار کیے گئے ہیں۔ اگر خطاب ازواج سے ہوتا تو ضمائر کی صورت **عنکن**، **یطہرکن** ہوتی، جو کہ نہیں ہے۔ اس اسلوبی تغیر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آیت کا مخاطب کوئی اور گروہ ہے، نہ کہ ازواج۔[22]
- آیتِ کے شروع میں "اِنما" کا استعمال ایک کلمۂ حصر ہے، جو کسی حکم یا ارادے کو مخصوص اور محدود افراد تک محصور کرنے کے لیے آتا ہے۔ اس اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہاں کسی عام جماعت کے بارے میں نہیں، بلکہ ایک معین اور خاص گروہ سے متعلق ہے۔ چونکہ ان افراد کی تعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص موقع پر کی، اس لیے "اِنما" کے ذریعے انہی افراد کو اہل بیت قرار دینا ایک قوی اور قطعی دلیل ہے۔[23]

اہل سنت والجماعت کے نزدیک اپنے موقف کی تائید میں دلائل :

اہل سنت والجماعت کے نزدیک ازواجِ مطہراتؓ بلاشبہ اہل بیتؓ میں شامل ہیں۔ ان کے نزدیک "اہلِ بیت" کا مفہوم عام ہے، جس میں نبی کریمؐ کی ازواج، اولاد اور قریبی رشتہ دار سب شامل ہیں۔ آپ کے قریبی رشتہ داروں سے مراد وہ افرادِ بنی ہاشم ہیں جن پر صدقہ حرام قرار دیا گیا، جیسے آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل اور آلِ علیؓ۔ گویا یہ تمام

افراد بھی اہلِ بیت کی تعریف میں آتے ہیں۔ جمہور اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ازواجِ مطہرات اہلِ بیت کا حصہ ہیں۔ وہ اس موقف کے حق میں دلائل کے طور پر قرآن مجید کی وہ آیات پیش کرتے ہیں جن میں اہلِ بیت کا ذکر آیا ہے۔ اور ازواجِ مطہراتؓ کو اہلِ بیت قرار دینے کی درج ذیل وجوہات اور دلائل ہیں:

قرآن مجید کی مختلف آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ لفظ "اہل" بیوی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ جو اس بات کا لغوی اور قرآنی ثبوت ہے کہ بیوی کو "اہلِ بیت" میں شامل سمجھا جاتا ہے۔ سورہ ہود کی آیات میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ سارہ کے پاس فرشتے خوشخبری لے کر آئے، تو ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ[24]

اس آیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو فرشتے نے براہِ راست "اہلِ البیت" کہہ کر مخاطب کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ بیوی اہل بیت میں شامل ہے۔ ایک اور مقام پر قرآن مجید ہمیں لفظ "أَھْل" کے اسی مفہوم کی جھلک دکھاتا ہے۔

سورۂ یوسف میں جب عزیزِ مصر کی بیوی نے حضرت یوسفؑ پر جھوٹا الزام لگایا۔ اس موقع پر وہ خود کو عزیز کی "أَھْل" یعنی بیوی کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے کہا:

قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْعَذَابٌ أَلِيمٌs [25]

اسی مفہوم کی تائید ایک اور قرآنی مقام سے بھی ہوتی ہے، جہاں حضرت موسیٰؑ نے اپنی بیوی کو "أَھْل" کہہ کر مخاطب کیا۔ واقعہ اس وقت کا ہے جب وہ مدین سے واپسی پر تھے اور راستے میں انہوں نے آگ دیکھی:

إِذْ رَءَا نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا [26]

سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ اس وقت صرف ان کی زوجہ موجود تھیں، اس لیے "أَهْلِهِ" کا اطلاق یہاں بیوی پر ہی ہوتا ہے۔ یہ آیات اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ قرآن مجید میں 'اہل' کا لفظ بیوی کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔

نبی کریمؐ کی متعدد احادیث سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کو "آلِ محمد" اور "اہلِ بیت" میں شامل فرمایا۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود کی تعلیم دیتے ہوئے اپنی بیویوں کا ذکر ذریت اور اہلِ بیت کے ساتھ فرمایا، حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث میں نبی کریمؐ نے فرمایا: جسے یہ خوشی حاصل کرنا ہو کہ اس کے نامہ اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے جب وہ ہم اہل بیتؓ پر درود بھیجے تو اسے چاہئے کہ یوں کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ، وَعَلَىٰ أَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ، وَذُرِّيَّتِهِ، وَأَهْلِ بَيْتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔[27]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درود میں ازواجِ مطہرات کو سب سے پہلے ذکر فرمایا، پھر اپنی ذریت اور اہلِ بیت کو، جو اس بات کا واضح اعلان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ازواج بھی آلِ محمد کا مستقل اور مقدم حصہ تھیں۔

اسی مفہوم کی مزید تائید ایک اور اہم روایت سے ہوتی ہے، جو اس وقت پیش آئی جب نبی کریمؐ کا نکاح سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ نکاح کے بعد آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف لائے تو انہوں نے خوش دلی سے عرض کیا: "كيف وجدت أهلك؟ بارك الله لك."؟ آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اس میں برکت فرمائے۔" اس کے بعد رسول اللہؐ اپنی دیگر ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک کو سلام کیا، اور فرمایا: "السلام عليكم، كيف أنتم يا أهل البيت؟" وہ عرض کرتیں: "ہم خیریت سے ہیں، یا رسول اللہؐ! آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟" تو آپ جواب میں فرماتے: "بخير"۔[28]

نبی کریمؐ کی جانب سے اپنی ازواج کو "أھل البیت" کہہ کر مخاطب کرنا اس بات کا عملی اظہار ہے کہ وہ اہل بیتؓ کے دائرے میں شامل ہیں۔ یہ طرزِ تخاطب نہ صرف لغوی مفہوم کے عین مطابق ہے، بلکہ سنتِ نبویؐ کا ایک واضح اشارہ بھی فراہم کرتا ہے، جس کی مزید تائید دیگر روایات سے بھی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا... "اے اللہ! محمد کے اہل خانہ کا رزق بس ضرورت کے مطابق رکھ".[29]

اس دعا میں "آلِ محمد" کی جو تعبیر استعمال کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ اپنی بیویوں اور اہل خانہ کے لیے دعا فرما رہے تھے۔ چونکہ نبی پاک کی بیویاں آپؐ کے گھرانے کا پہلا اور بنیادی حصہ تھیں، اس لیے اس دعا میں "آل" کا اطلاق ازواجِ مطہرات پر بھی ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہراتؓ کو آلِ محمد میں شمار کرنا قرآن، حدیث اور لغت کی روشنی میں بالکل درست اور واضح ہے۔ لغوی اصولوں کے مطابق "آل" کا اطلاق سب سے پہلے بیوی پر ہوتا ہے، جبکہ اولاد بعد میں تبعاً شامل ہوتی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بیوی موجود ہو اور اولاد نہ ہو، لیکن بیوی کے بغیر اولاد کا تصور محال ہے۔ اسی بنا پر بیوی کو اصل شمار کیا جاتا ہے، اور اولاد اس کی فرع ہوتی ہے۔ اس بنا پر آپ کی حقیقی آل میں آپ کی ازواج، آپ کی اولاد اور آپ کی ذریت طیبہ سب شامل ہیں۔[30]

قرآن و سنت دونوں کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اہلِ بیت میں شامل ہونا جس قدر واضح ہے، اسی وضاحت کے ساتھ آیتِ تطہیر بھی اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اگر آیتِ تطہیر کو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ دیکھا جائے، تو قرآن کا نظم و خطاب اس بات کی تائید کرتا ہے کہ اس کا تعلق ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنّ سے ہے۔ سورۃ الاحزاب کی وہ آیت، جس کا آغاز "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ..." سے ہوتا ہے اور اختتام "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ..." پر ہوتا ہے، دونوں واضح طور پر ازواجِ مطہرات کو مخاطب کرتی ہیں۔ ان دونوں حصوں کے درمیان جو کلام آیا ہے، وہ بھی اسی خطاب کا تسلسل ہے۔ اسلوبِ قرآن اور نظمِ کلام کے لحاظ سے درمیان کی آیت کو سیاق سے کاٹ کر کسی اور کے لیے خاص کرنا درست نہیں، جب کہ آغاز اور انجام ازواج ہی سے متعلق ہو۔ اسی لیے جمہور علماء نے آیتِ تطہیر کے سیاق و سباق اور اسلوبِ کلام کے لحاظ سے اس سے مراد ازواجِ مطہراتؓ ہی کو لیا ہے۔[31]

علامہ طاہر ابن عاشورؒ بھی اسی نقطۂ نظر کی تائید کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آیتِ تطہیر میں اہلِ بیت سے مراد ازواجِ مطہراتؓ ہی ہیں۔ ان کے مطابق، خطاب کا رخ براہِ راست انہی کی طرف ہے، اور پوری آیت کا سیاق اسی تعلق پر مبنی ہے۔ وہ اس موقف کو قطعی اور متفق علیہ قرار دیتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی اکثریت نے بھی اہلِ بیت کی یہی تعبیر اختیار کی ہے۔[32]

جہاں تک آیت کے ان الفاظ "**عنکم**" اور "**یطہرکم**" میں استعمال ہونے والی مذکر ضمائر کا تعلق ہے، امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ عربی زبان کے اس قاعدے کے تحت ہے کہ جب کسی عبارت میں مرد اور عورت دونوں شامل ہوں، تو مذکر صیغہ غالب آتا ہے۔ اگرچہ آیت کے سیاق میں ازواجِ مطہراتؓ کا ذکر موجود ہے، لیکن چونکہ حدیثِ کساء کی روایات کے مطابق آیت تطہیر میں رسول اللہؐ اہ، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی شامل ہیں، اور ان میں مرد حضرات بھی ہیں، اس لیے مذکر صیغے استعمال کیے گئے۔[33]

دوسری وجہ جس کی بنا پر آیتِ تطہیر میں مذکر ضمائر استعمال ہوئی ہیں، وہ عربی زبان کا وہ معروف اسلوب ہے جس میں بیوی کے لیے بھی لفظ "اہل" استعمال کیا جاتا ہے۔ لفظ "اہل" عربی میں ایک جمع اسم ہے جو غیر مختص بالمؤنث ہوتا ہے، یعنی وہ مرد یا عورت دونوں کے لیے استعمال ہو سکتا ہے، مگر نحوی اعتبار سے اس کے لیے جمع مذکر حاضر کا صیغہ غالب آتا ہے۔ اس اسلوب کی ایک مثال قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں دیکھی جاسکتی ہے جہاں انہوں نے اپنی بیوی کو "اہل" کے لفظ سے مخاطب کیا، اور بعد میں استعمال ہونے والی ضمائر جمع مذکر کی آئیں، حالانکہ مخاطب صرف ان کی اہلیہ تھیں۔ یہ طرزِ خطاب عربی زبان کے اس قاعدے پر مبنی ہے کہ جب "اہل" جیسے الفاظ استعمال ہوں، تو ان کے ساتھ مذکر ضمائر کا آنا زبان کی فصاحت اور قواعد کے عین مطابق ہوتا ہے۔[34]

اور جہاں تک لفظ "اِنما" کا تعلق ہے اگرچہ یہ عربی میں عموماً حصر کے لیے آتا ہے، مگر مفتی محمد شفیعؒ کے نزدیک یہاں سیاق کے لحاظ سے حصر مراد نہیں۔ کیونکہ آیت کے دونوں طرف ازواجِ مطہراتؓ کو مؤنث صیغوں میں خطاب کیا گیا ہے، جبکہ اس آیت میں اچانک مذکر ضمائر کا استعمال اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہاں کچھ رجال بھی ہیں۔ ایسی صورت میں "اِنما" کو تاکید اور خصوصی ارادے کے معنی میں لینا زیادہ مناسب ہے۔ جہاں تک تطہیر کا تعلق ہے تو اس سے تکوینی معصومیت مراد نہیں، جو انبیاء کے ساتھ خاص

ہے، بلکہ آپ اسے تشریعی تطہیر قرار دیتے ہیں، یعنی ایسی پاکیزگی جو شریعت، تقویٰ اور اطاعت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لیے اس آیت سے اہل بیت کی لازمی عصمت اور ازواج کو اس سے خارج سمجھنا جمہور اہل سنت کے نزدیک درست نہیں۔ [35]

اسی مناسبت سے یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ نبی کریمؐ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ کو چادر میں شامل نہ کر کے ان کی فضیلت کی نفی نہیں فرمائی، بلکہ چونکہ وہ آیت کے سیاق کے مطابق پہلے سے اہلِ بیت میں شامل تھیں، اس لیے آپؐ نے اپنی مخصوص دعا کے ذریعے اہلِ کساء کو بھی اس فضیلت میں شریک فرمایا۔ اسی طرز پر امام ابن تیمیہؒ نے ایک مثال ذکر کی ہے جو اس مفہوم کو مزید واضح کرتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سورہ توبہ کی آیت "لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ..." کے سیاق سے بظاہر مسجدِ قبا مراد ہے، مگر جب بعض صحابہ کے درمیان اس پر اختلاف ہوا تو رسول اللہؐ نے فرمایا: "هو مسجدي هذا"۔ یعنی آپ نے اپنی مسجد کو بھی اس فضیلت میں شامل فرما دیا، حالانکہ سیاق کسی اور طرف اشارہ کر رہا تھا۔ اسی اصول پر اہلِ کساء کی شمولیت کو بھی سمجھا جا سکتا ہے، کہ آیت کے سیاق میں ازواجِ مطہرات شامل تھیں، اور آپؐ نے مخصوص دعا کے ذریعے اہلِ کساء کو بھی اس فضیلت میں شریک فرمایا، بغیر اس کے کہ کسی کو اس آیت سے خارج کیا۔ [36]

اہل سنت کے نزدیک ازواجِ مطہراتؓ اہلِ بیتؓ میں شامل ہیں، کیونکہ قرآن، حدیث اور لغت تینوں میں "اہل" کا اطلاق بیوی پر ہوا ہے۔ آیتِ تطہیر کا سیاق ازواج سے متعلق ہے، اور مذکر ضمائر عربی قاعدے کے مطابق ہیں۔ نبی کریمؐ نے بھی اپنی ازواجؓ کو اہلِ بیتؓ فرمایا، اس لیے وہ اہلِ بیتؓ کا لازمی اور مقدم حصہ ہیں۔

نتائج بحث:

- اہل بیتؓ کے مقام اور فضیلت پر امت مسلمہ کے تمام مکاتبِ فکر متفق ہیں، تاہم ان میں شامل افراد کے تعین میں اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے درمیان واضح فکری، تفسیری اور اعتقادی فرق موجود ہے، جو بنیادی عقائد اور مصادرِ دین سے جڑا ہوا ہے۔
- اہل سنت والجماعت کے نزدیک اہل بیتؓ کا مفہوم وسعت پر مبنی ہے، جو مختلف قرابت داریوں اور رشتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جب کہ اہل تشیع کے نزدیک اہل بیتؓ کی تعریف ایک مخصوص اور محدود دائرے تک منحصر ہے، جو صرف مخصوص صفات اور شرائط کے تحت متعین کیا جاتا ہے۔
- اہل سنت اہل بیتؓ کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں: اہل بیت نسب: وہ افراد جو نسب کے لحاظ سے نبی کریمؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں، جیسے بنو ہاشم کے وہ لوگ جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے؛ اہل بیت سکونت: وہ افراد جو نبی کریمؐ کے گھروں میں رہتے تھے، جن میں ازواجِ مطہراتؓ شامل ہیں؛ اور اہل بیت ولادت: وہ تمام اولاد اور نسلِ نبویؐ جو ولادت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑی ہوئی ہے۔
- اہل تشیع کے نزدیک اہل بیتؓ ان مخصوص ہستیوں پر مشتمل ہیں جن میں حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور ان کے بعد تسلسل سے آنے والے نو آئمہؑ شامل ہیں۔ اس طرح ان کے نزدیک اہل بیتؓ کی تعداد مجموعی طور پر بارہ معصوم شخصیات پر مشتمل ہے۔
- اہل سنت کے نزدیک ازواجِ مطہراتؓ اہل بیتؓ کا حصہ ہیں، کیونکہ ان کے مطابق آیتِ تطہیر کا سیاق و سباق ان سے متعلق ہے۔ جبکہ اہل تشیع کے نزدیک ازواجؓ اہل بیتؓ میں شامل نہیں، کیونکہ وہ حدیثِ کساء کی بنیاد پر اہل بیتؓ کو صرف مخصوص معصوم ہستیوں تک محدود کرتے ہیں۔
- آیتِ تطہیر میں مؤنث سے مذکر ضمیر کی تبدیلی کے فہم میں دونوں مکاتب فکر کا اختلاف ہے۔ اہل سنت کے نزدیک یہ تبدیلی عربی قاعدہ تغلیب کے مطابق ہے اور آیت کا سیاق ازواج سے منقطع نہیں ہوتا۔ برخلاف اس کے، اہل تشیع ضمائر کی تبدیلی کو خطاب کے منتقل ہونے کی دلیل سمجھتے ہیں اور آیت کو اہلِ کسا کے لیے خاص مانتے ہیں۔
- اہل سنت کے نزدیک حدیثِ کساء اہل بیتؓ کی شان و فضیلت کے بیان پر مشتمل ہے، جو ان کی قدر و منزلت کو اجاگر کرتی ہے۔ اس کے برعکس، اہل تشیع اس حدیث کو اہل بیتؓ کی شناخت کا بنیادی معیار سمجھتے ہیں، اور اس کے ذریعے دیگر افراد کو اس دائرہ سے خارج تصور کرتے ہیں۔

- اہل تشیع کے نزدیک اہل بیتؓ کی تعیین کا معیار عصمت ہے، اسی لیے وہ صرف ان ہستیوں کو اہل بیتؓ میں شامل کرتے ہیں جن کے بارے میں عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس کے بر عکس، اہل سنت عصمت کو شرط نہیں مانتے بلکہ قرابت، سیاقِ قرآنی، اور لغوی اصولوں کو بنیاد بنا کر اہل بیتؓ کی تعیین کرتے ہیں۔
- اہل تشیع کے نزدیک آیتِ تطہیر میں "إِنما" حصر پر دلالت کرتا ہے اور چونکہ ارادہ تکوینی ہے، اس لیے یہ آیت اہل بیتؑ کی عصمت پر قطعی دلیل ہے۔ اہل سنت "إِنما" کو تخصیص کا کلمہ مانتے ہیں، مگر آیت کو ارادہ شرعی پر محمول کرتے ہیں، جس سے عصمت ثابت نہیں ہوتی۔
- اہل سنت کے نزدیک درودِ نبوی میں ازواجِ مطہراتؓ کا ذریت اور اہلِ بیت کے ساتھ یکجا ذکر اس امر کی دلیل ہے کہ وہ آلِ محمدؐ کا مقدم اور مستقل حصہ ہیں۔ جبکہ اہل تشیع کے نزدیک "آل" کا اطلاق صرف ان افراد پر ہوتا ہے جنہیں نبی کریمؐ نے خصوصی انداز میں اہل بیت قرار دیا، اور اس تعبیر میں ازواجؓ شامل نہیں۔
- اہل بیتؓ کی تعیین میں اختلاف کی اصل جڑ دونوں مکاتبِ فکر کے اعتقادی مناہج اور ماخذِ دین میں ہے؛ اہل سنت والجماعت قرآن، سنت اور صحابہؓ کے فہم کو دین کا اصل مرجع مانتے ہیں، جب کہ اہل تشیع دین کی تعبیر کے لیے معصوم آئمہؑ کو واحد حجت قرار دیتے ہیں، جنہیں وہ اللہ کی جانب سے منصوص مانتے ہیں۔ یہی اصولی فرق اہل بیتؓ کی تعیین کے دائرے کو دونوں مکاتب میں مختلف سمتوں میں لے جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] ابن منظور، محمد بن مکرم الإفریقی (متوفی ۷۱۱ھ)، لسان العرب، الطبعة الثانیة، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء، جلد ۱۱، صفحہ ۲۸۔

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram al-Ifriqī (d. 711 AH). Lisān al-ʿArab. 2nd ed. Dār Ṣādir: Beirut, 1414 AH / 1993 CE. Vol. 11, p. 28.

[2] الفراہیدی، الخلیل بن احمد، کتاب العین، تحقیق: مھدی المخزومی و ابراھیم السامرائی، دار و مکتبة السلال، بیروت، جلد ۴، صفحہ ۸۹۔

Al-Farahidi, Al-Khalil ibn Ahmad. Kitab al-ʻAyn. Edited by Mahdi al-Makhzumi and Ibrahim al-Samarraʼi. Dar wa Maktabat al-Salal, Beirut. Vol. 4, p. 89

[3] القرآن، الأحزاب ۳۳/۳۳۔

Al-Qurʼān, al-Aḥzāb 33:33

[4] ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھ، جلد ۳، صفحہ ۴۸۷

Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʼ Ismāʻīl ibn ʻUmar ibn Kathīr. Tafsīr al-Qurʼān al-ʻAẓīm. Bayrūt: Dār al-Fikr, 1401 AH, Jild 3, Ṣafḥah 487..

[5] مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری، الصحیح المسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل اہلِ بیتِ، جلد ۴/ ۱۸۸۳، الرقم حدیث ۲۴۲۴

Muslim, Imām Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī al-Naysābūrī. Ṣaḥīḥ Muslim. Bayrūt: Dār Iḥyāʼ al-Turāth al-ʻArabī. Kitāb Faḍāʼil al-Ṣaḥābah, Bāb Faḍāʼil Ahl al-Bayt, Jild 4, Ṣafḥah 1883, Ḥadīth #2424.

---

[6] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ (المتوفی ۳۸۴–۶۷۱ھ)، الجامع لأحکام القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ، جلد ۱۴، صفحہ ۱۸۴

Al-Qurṭubī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad ibn Muḥammad ibn Yaḥyā (d. 671 AH). Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān. Bayrūt: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1405 AH, Jild 14, Ṣafḥāt 183–184.

[7] بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الصحیح، کتاب الفرائض، باب: قسمۃ المیراث بین اہل الفرائض والبنات والعصبۃ، دار طوق النجاۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ، حدیث: ۳۱۴۰

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad ibn Ismail. Sahih al-Bukhari, Book of Inheritance (Kitab al-Fara'id), Chapter: Division of inheritance among heirs, daughters, and agnates. Dar Tuq al-Najat, Beirut, Lebanon, 1422 AH. Hadith: 3140

[8] الجصاص، علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (المتوفی ۳۷۰ھ)، احکام القرآن مترجم: مولانا عبد القیوم، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد ۳، صفحات ۱۷۰–۱۷۱۔

Al-Jassas, Abu Bakr Ahmad ibn ʿAli al-Razi (d. 370 AH). Ahkam al-Qur'an. Translated into Urdu by Maulana Abdul Qayyum. Islamabad: Shariah Academy, International Islamic University, 1992. Vol. 3, pp. 170–171.

[9] حنبل، احمد بن، ابو عبد اللہ بن محمد، المسند، المکتب الإسلامی، بیروت، لبنان، ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء، جلد ۴، صفحہ ۳۶۶، حدیث: ۱۹۲۸۵

Hanbal, Ahmad ibn, Abu Abdullah ibn Muhammad. Al-Musnad. Al-Maktab al-Islami, Beirut, Lebanon, 1398 AH / 1978 CE. Vol. 4, p. 366, Hadith no. 19285

[10] امام نسائی، احمد بن شعیب بن علی (المتوفی ۳۰۳ھ)، السنن الکبریٰ، کتاب الزکاۃ، باب: استعمال آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الصدقہ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ، جلد ۵، صفحہ ۱۰۵، حدیث نمبر ۲۶۰۹۔

Al-Nasaʾi, Ahmad ibn Shuʿayb. Al-Sunan al-Kubra. Book of Zakat, Chapter: Employing the Prophet's Family for Charity Collection. Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, Lebanon, 1421 AH, Vol. 5, p. 105, Hadith no. 2609.

[11] الکلینی، محمد بن یعقوب بن اسحاق (المتوفی ۳۲۹ھ)، الکافی، کتاب الحجۃ، باب فیہ نکت وندر، حدیث جابر بن عبد اللہ الانصاری، دار الکتب الاسلامیۃ، تہران، ایران، ۱۴۰۷ھ، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷۔

Al-Kulaini, Muhammad ibn Yaʿqub ibn Ishaq (d. 329 AH), Al-Kafi, Book of al-Hujjah, Chapter: "Points and Rare Reports," narration of Jabir ibn Abdullah al-Ansari, Dar al-Kutub al-Islamiyyah, Tehran, Iran, 1407 AH, Vol. 1, p. 287.

[12] العیاشی، محمد بن مسعود (المتوفی ۳۲۰ھ)، تفسیر العیاشی، تفسیر آیتِ تطہیر (سورۃ الأحزاب: ۳۳)، دار الکتب العلمیہ، قم، ایران، جلد ۲، صفحہ ۲۷۴۔

Al-ʿAyyashi, Muhammad ibn Masʿood (d. 320 AH), Tafsir al-ʿAyyashi, under the commentary of the Verse of Purification (Surah al-Ahzab: 33), Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Qom, Iran, Vol. 2, p. 274.

[13] کاشانی، فیض، ملا محسن، تفسیر الصافی، تحقیق: حسین اعلمی، انتشارات علمی، انتشارات الصدر، تہران، الطبعہ: الثانیہ، ۱۴۱۵ھ، ج: ۴، ص: ۱۸۷۔

Kashani, Fayz, Mulla Muhsin. Tafsir al-Safi. Taḥqīq: Husayn Alami, Intisharat al-ʿIlmi, Intisharat al-Sadr, Tehran, al-Ṭabʿah al-Thāniyah, 1415 AH, vol. 4, p. 187.

---

[14] ابن بابویہ، محمد بن علی شیخ صدوق، عیون اخبار الرضا، باب: "نص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی امیر المؤمنین علیہ السلام بالامامۃ"، ناشر: منشورات العالمی، قم، ۱۴۰۴ھ، جلد ۲، صفحہ ۲۵۷، حدیث ۲۔

Ibn Babawayh, Muhammad ibn Ali (Shaykh al-Saduq). Uyūn Akhbār al-Riḍā, chapter: "The Prophet's designation of Imam ʿAli (a.s.) as the Imam." Publisher: Mu'assasat al-ʿAlami, Qom, 1404 AH. Vol. 2, p. 257, hadith no. 2.

[15] الکلینی، شیخ محمد بن یعقوب اسحاق، الکافی، جلد ۱، صفحہ ۴۲۳، حدیث ۵۴

Al-Kulayni, Shaykh Muhammad ibn Yaʿqub al-Isḥāq. Al-Kāfī, vol. 1, p. 423, hadith no. 54.

[16] صدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (المتوفی ۳۸۱ھ)، الامالی، مؤسسۃ البعثۃ، قم، ایران، ۱۴۱۷ھ، مجلس ۷۸، حدیث ۲، صفحہ ۴۱۵۔

Saduq, Abu Jaʿfar Muhammad ibn Ali ibn Husayn (d. 381 AH), al-Amālī, Al-Baʿtha Foundation, Qom, Iran, 1417 AH, Majlis 78, Hadith 2, p. 415.

[17] صدوق، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی، کمال الدین وتمام النعمۃ، مؤسسہ النشر الاسلامی، ایران، ۱۳۹۵ھ، باب ۲۲، حدیث نمبر ۴۶، صفحہ ۲۴۰۔

Al-Saduq, Abu Jaʿfar Muhammad ibn Ali ibn al-Husayn ibn Musa ibn Babawayh al-Qummi, Kamal al-Din wa Tamam al-Niʿmah, Mu'assasat al-Nashr al-Islami, Iran, 1395 AH, Chapter 22, Hadith no. 46, p. 240.

[18] ری شہری، آیت اللہ محمد محمدی، اہل بیتؑ در قرآن وحدیث، ناشر: مرکز دار الsحدیث، ایران، طبع سوم، ۱۴۳۰ھ، جلد ۱، صفحہ ۳۸۔

Rayshahri, Ayatollah Muhammad Muhammadi. Ahl al-Bayt in the Qur'an and Hadith. Qom, Iran: Dar al-Hadith Publications, 3rd edition, 1430 AH. Vol. 1, p. 38.

[19] طبری، محمد بن جریر بن رستم الصغیر، دلائل الإمامۃ، مؤسسہ البعثۃ، ایران، ۱۴۱۳ھ، صفحہ ۲۱۔

Al-Tabari al-Ṣaghir, Muhammad ibn Jarir ibn Rustam. Dala'il al-Imamah. Mu'assasat al-Baʿthah, Iran; 1413 AH. p. 21.

[20] الطبرسی، احمد بن علی، الاحتجاج علی اَہل اللجاج، مؤسسہ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان، جلد ۱، صفحہ ۲۲۷۔

Al-Tabarsi, Ahmad ibn Ali. Al-Ihtijaj ʿAla Ahl al-Lijaj. Mu'assasat al-Aʿlami lil-Matbuʿat, Beirut, Lebanon. Vol. 1, p. 227

[21] استر آبادی، علی، تأویل الآیاتِ الظاہرۃ فی فضائلِ العترۃِ الطاہرۃ، تحقیق وتصحیح: حسین استادولی، مؤسسہ النشر الاسلامی، ایران، ۱۴۰۹ھ، صفحہ: ۴۴۹۔

Astarabadi, Ali. Ta'wil al-Ayat al-Zahira fi Fada'il al-Itrah al-Tahira. Edited by Husayn Ustad Wali. Iran: Mo'assasah al-Nashr al-Islami, 1409 AH, p. 449.

[22] ناصر، مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ (اردو)، مترجم: سید صفدر حسین نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۱۴۱۷ھ، جلد ۷، صفحہ ۶۲۸۔ Nasir Makarem Shirazi, Tafsir-e-Namuna (Urdu Translation), trans. Sayyid Safdar Hussain Najafi, Misbah al-Qur'an Trust, Lahore, 1417 AH, Vol. 7, p. 628.

[23] طباطبائی، علامہ سید محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، مؤسسہ الاعلمی، ایران، ۱۳۹۳ھ، جلد ۱۶، صفحہ ۲۴۲۔

Tabataba'i, Allama Sayyid Muhammad Husayn. al-Mizan fi Tafsir al-Qur'an. Mu'assasat al-Aʿlami, Iran, 1393 AH. vol. 16, p. 242.

[24] القرآن، سورۃ ہود، ۱۱:۷۳

Al-Qur'ān, Sūrat Hūd, 11:73

[25] القرآن، سورۃ یوسف، ۱۲:۲۵

Al-Qur'ān, Sūrat Yūsuf, 12:25

[26] القرآن، سورۃ طٰہٰ، ۲۰:۱۰

Al-Qur'ān, Sūrat Ṭāhā, 20:10

[27] ابو داؤد، امام سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲ھ–۲۷۵ھ)، سنن، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء، کتاب الصلاۃ، باب التشہد، جلد ۱، صفحہ ۲۵۸، حدیث نمبر: ۹۸۲

Abu Dawud, Imam Sulayman ibn al-Ashʿath al-Sijistani (202 AH – 275 AH),Sunan, Dar al-Fikr, Beirut, Lebanon, 1414 AH / 1994 CE Kitab al-Salah, Bab al-Tashahhud, Vol. 1, p. 258, Hadith No. 982

[28] بخاری، امام محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: "لا تدخلوا بیوت النبی إلا أن یؤذن لکم"، حدیث نمبر: ۴۷۹۳

Bukhārī, Imām Muḥammad ibn Ismā ʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Tafsīr, Bāb: "Lā tadkhulū buyūta al-Nabīyi illā an yu'dhana lakum", ḥadīth no. 4793.

[29] صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب: قناعت اور کفایت پر ترغیب، حدیث: ۱۰۵۵

[30] ہاشمی، پروفیسر قاضی محمد طاہر علی، اہلِ بیتِ رسول کون؟ ادارہ اسلامک ریسرچ، لاہور، ۲۰۰۹ء، صفحہ ۱۹۴۔

Hāshimī, Qāḍī Muḥammad Ṭāhir ʿAlī. Ahl al-Bayt al-Rasūl Man? Lāhawr: Idārah Islāmic Research, 2009, p. 194.

[31] علامہ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ آلوسی، تفسیر روح المعانی، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، جلد ۲۲، سورۃ الأحزاب: آیت ۳۳ کے تحت۔

Allāmah Shihāb al-Dīn Maḥmūd ibn ʿAbd Allāh al-Ālūsī, Tafsir Ruh al-Maʿani, published by Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1415 AH, Vol. 22, under the commentary of Sūrat al-Aḥzāb, verse 33.

[32] ابن عاشور، محمد الطاہر بن عاشور (۱۲۹۶–۱۳۹۳ھ / ۱۸۷۹–۱۹۷۳ء)، تفسیر التحریر والتنویر، مؤسسة التاریخ العربي، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ، جلد ۲۲، صفحہ ۱۵۔

Ibn ʿĀshūr, Muḥammad al-Ṭāhir ibn ʿĀshūr (1296–1393 AH / 1879–1973 CE), Tafsīr al-Taḥrīr wa'l-Tanwīr, Muʾassasat al-Tārīkh al-ʿArabī, Beirut, Lebanon, 1420 AH, vol. 22, p. 15..

[33] ایضاً، تفسیر الجامع لأحکام القرآن، جلد ۱۴، صفحہ ۱۸۳۔

Ibid., Tafsīr al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān, vol. 14, p. 183

[34] لشنقیطی، محمد الامین بن محمد المختار الجکنی (۱۳۲۵–۱۳۹۳ھ)، أضواء البیان في إیضاح القرآن بالقرآن، دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ، ۱۴۲۶ھ، جلد ۶، صفحہ ۲۳۸۔

---

al-Shanqīṭī, Muḥammad al-Amīn ibn Muḥammad al-Mukhtār al-Jakanī (1325–1393 AH), Aḍwāʾ al-Bayān fī Īḍāḥ al-Qurʾān bil-Qurʾān, Dār ʿĀlam al-Fawāʾid, Makkah al-Mukarramah, 1426 AH, vol. 6, p. 238.

[35] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، اداره المعارف، کراچی، طبع جدید: ۱۴۳۹ھ / جنوری ۲۰۱۸ء، جلد ۷، صفحات: ۱۴۰–۱۴۱۔

Muḥammad Shafī ʿ, Maʿārif al-Qurʾān, al-Ṭabʿah al-Jadīdah, Jiddah: Dār al-Maʿārif, 1439 AH / January 2018, Juzʾ 7, Ṣafḥah 140–141.

[36] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم (متوفی ۷۲۸ھ)، منہاج السنة النبویہ فی نقض کلام الشیعہ والقدریہ، تحقیق: محمد رشاد سالم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، جلد ۴، صفحہ ۲۱۔

Ibn Taymiyyah, Aḥmad ibn ʿAbd al-Ḥalīm (d. 728 AH), Minhāj al-Sunnah al-Nabawiyyah fī Naqḍ Kalām al-Shīʿah wa al-Qadariyyah, ed. Muḥammad Rashād Sālim, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, Lebanon, vol. 4, p. 21.